www.KitaboSunnat.com

قسط نمبر ۶ — پروفیسر محمد دین قاسمی

اشتراکیت کی درآمد • قرآن کے جعلی پرمٹ پر

نام نہاد "نظامِ ربوبیت" کا منزل بمنزل نفاذ

پرویز صاحب، زندگی بھر، جہاں اشتراکیت کو "نظامِ ربوبیت" کے نام سے مشرف باسلام کرنے میں کوشاں رہے ہیں، وہاں وہ اُمتِ مسلمہ کو یہ باور کروانے کی ناکام کوشش بھی کرتے رہے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نظام کو بتدریج نافذ فرمایا تھا، جو اموال و اراضی کی شخصی ملکیت کی نفی پر قائم تھا، چنانچہ "مفکرِ قرآن" (غلام احمد پرویز) بایں الفاظ رقمطراز ہیں کہ:

"قرآن اپنے پیش کردہ نظام کو بتدریج نافذ کرتا ہے یعنی معاشرہ جس حالت میں ہوتا ہے وہ اپنے نظام کی ابتداء اس کے تقاضوں کے مطابق کرتا ہُوا اُسے منزل بمنزل اخیر تک پہنچاتا ہے۔ اس نے اِن منازل کے لیے الگ الگ ہدایات دی ہیں۔ انہی کے مطابق اسلام کے صدرِ اوّل میں یہ معاشرہ قائم ہوا تھا ان مختلف منازل سے متعلق احکام و ہدایات کا سمجھ لینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس عملِ تدریج کے سامنے نہ ہونے سے قرآنی احکام سے متعلق قسم قسم کی اُلجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔" (نظامِ ربوبیت ص۲۸۱)

یقیناً قرآن نے اپنے نظام کو بتدریج نافذ کیا ہے۔ سابقہ نظام کی جگہ نئے نظام کی عملی تنفیذ کا یہ کام وحیٔ خداوندی کی ہدایات پر منزل بمنزل ہُوا۔ جس مرحلے پر جس قسم کی ہدایات کی ضرورت تھی وہاں ویسی ہی ہدایات نازل ہوئیں۔ لہٰذا قرآنی نظام کے تدریجی نفاذ کا علم، اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان قرآنی آیات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوَر کے دورِ نزول کو نہ جان لے ۔ کیونکہ جس ترتیب و تدریج سے قرآن نازل ہوا ہے، اسی ترتیب و تدریج سے اس کی تعالیم و ہدایات کا نفاذ عمل میں آتا رہا ہے، ایک آدمی، جس قدر قرآن پاک کی ایک ایک آیت یا ایک ایک سورت کا دورِ نزول جانتا ہوگا، اسی قدر اس کے لیے اسلامی نظامِ زندگی کے تدریجی نفاذ کو سمجھنا آسان ہوگا ۔ اس بدیہی حقیقت سے کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا۔

تاہم اگر کوئی شخص ہر آیت یا ہر سورت کا زمانۂ نزول نہیں جانتا تو کم از کم اُسے اتنا تو علم ہونا ہی چاہیے کہ قرآن کی کچھ سورتیں قبل از ہجرت مکّی دور میں نازل ہوئی ہیں اور کچھ سورتیں بعد از ہجرت مدنی دَور میں اُتری ہیں ۔ مدنی اور مکی سورتوں کی یہ نزولی ترتیب ہی قرآنی نظام کے تدریجی نفاذ کو کسی حد تک ناقابلِ فہم بنا دیتی ہے۔ صرف اتنا جان لینا ہی یہ سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ اوّلین مرحلۂ نفاذ میں وہی آیات کارآمد ہوسکتی ہیں جو اوّلین مرحلے میں نازل ہوئی تھیں نہ کہ وہ جو آخری مرحلے میں نازل ہوئی تھیں ۔ اسی طرح آخری مراحل میں وہی آیات و سُور اساسِ نفاذ بن سکتی ہیں جو انتہائی مراحل میں نازل ہوئی تھیں نہ کہ وہ جو اوّلین مراحل میں اُتری تھیں۔

اس تمہید کے بعد اب ہم جناب پرویز صاحب کے ان تین مراحل و منازل کا جائزہ لیتے ہیں ۔ جن کے اندر، ان کے نزدیک قرآنی نظام نفاذ پذیر ہوا، وہ پہلی منزل کے متعلق رقمطراز ہیں :

> **پہلی منزل**
>
> قرآن نے اس پہلی سٹیج پر جہاں ایک طرف ضرورتمندوں کی ضروریات پوری کرنے کی انفرادی طور پر ترغیب و تحریص دی ۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف مالی معاملات میں اصلاح کی ہدایات بھی دیں ۔ اس نے کہا کہ دوسروں کا مال باطل طور پر مت کھاؤ (۲/۱۸۸ - ۴/۲۹) اسی سلسلہ میں اس کی تصریح کردی کہ مذہبی علماء و مشائخ لوگوں کا مال باطل طور پر کھاتے ہیں لہٰذا ان کو کچھ نہ دو، وہ خود محنت کرکے کمائیں، کھائیں (۴/۹) یتیموں کے مال کی حفاظت کریں (۴/۲، ۶/۱۵۲ ، ۱۷/۳۴) اگر عورت بھی کچھ کمائے تو مرد خواہ مخواہ غاصبانہ طور پر اس کے مالک نہ بن جائیں۔ عورت اپنی کمائی کی مالک ہوگی، مرد اپنی کمائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا (۲/۲۸۲)۔ مقروض اگر تنگدست ہو تو اُسے قرضہ معاف کر دو (۲/۲۸۰)۔

اپنے ترکہ کے متعلق وصیت کرو (۲/۱۸۰، ۵/۱۰۶) اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ متوفی وصیت نہیں کر سکا یا اس کی وصیت پورے ترکہ کو محیط نہیں ہوئی تو ترکہ کی تقسیم ان احکام کے مطابق کرو جو قرآن کریم میں دیئے گئے ہیں (۴/۷، ۴/۱۱-۱۲) اور جن کی وجہ سے دولت ایک جگہ مرکوز ہونے کی بجائے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہے...."

نظامِ ربوبیت ص۲۸۲

پہلی منزل کے احکام کا دورِ نزول

پرویز صاحب نے نظامِ اسلامی کے نفاذ کی پہلی سٹیج پر جن احکام و ہدایات کو اساس بنایا ہے۔ ان کے دورِ نزول پر بھی ایک نگاہ ڈال لیجئے۔

۱ــــ "دوسروں کا مال باطل طریقے پر نہ کھاؤ" (۲/۱۸۸، ۴/۲۹) یہ حکم سورۃ البقرۃ اور سورۃ النساء دونوں میں موجود ہے۔ اول الذکر سورہ کا غالب حصہ مدنی دور کی ابتداء میں نازل ہوا تھا۔ اس کی بعض آیات تقریباً ۹ ہجری میں نازل ہوئی تھیں مثلاً سود سے متعلقہ آیات۔

رہی سورۃ النساء تو وہ جنگِ اُحد کے بعد نازل ہوئی تھی۔ تاہم اس کی بعض آیات تقریباً ۵ ہجری میں بھی نازل ہوئی تھیں۔

۲ــــ "مذہبی علماء و مشائخ لوگوں کا مال باطل طور پر کھاتے ہیں......" (۹/۳۴) یہ آیت سورۃ توبہ کے اس حصے میں ہے جو ۹ ہجری میں اترا تھا، یہ قطعہ سورت، ان آیات پر مشتمل ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو دے کر، حج کے موقعہ پر، اعلانِ عام کے لیے بھیجا تھا ــــ (دیکھئے تفسیر مطالب الفرقان جلد ۶، ص۱۲۹)

۳ــــ "یتیموں کے مال کی حفاظت کرو" ــــ یہ حکم پرویز صاحب کے تینوں حوالوں کے مطابق سورۃ النساء (۴/۲)، سورۃ الانعام (۶/۱۵۳) اور سورۂ بنی اسرائیل (۱۷/۳۴) میں مذکور ہے۔ سورۃ النساء کا دورِ نزول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ رہی سورۃ الانعام اور سورۂ بنی اسرائیل تو وہ مکی دور میں نازل ہوئی تھیں جبکہ ابھی اسلامی حکومت کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجود ہی قائم نہ ہو پایا تھا۔ اسلامی مملکت کب وجود پذیر ہوئی ؟ پرویز صاحب نے خود یہ لکھا ہے کہ :- "ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی"۔ (تفسیر مطالب الفرقان جلد ۶ صـ ۱۲۹)

۴ ـــ "عورت اپنی کمائی کی آپ مالک ہو گی اور مرد اپنی کمائی کا خود مالک ہو گا ـــ" (۴/۲۸۲) پرویز صاحب کے دیئے ہوئے حوالہ میں سرے سے یہ مضمون موجود ہی نہیں۔ سورۃ النساء میں البتہ یہ مضمون ہے اس کا دورِ نزول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

۵ ـــ مقروض اگر تنگدست ہو تو اُسے قرضہ معاف کر دو"۔ (۲/۲۸۰) یہ آیت، سورۂ بقرہ میں سُود کی آیات کے ساتھ ۹ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔

۶ ـــ "اپنے ترکہ کے متعلق وصیت کرو" ـــ (۲/۱۸۰، ۵/۱۰۶)۔ یہ حکم پرویز صاحب کے دونوں حوالوں کے مطابق سورۃ البقرۃ اور سورۃ المائدۃ میں ہے۔ سورۃ البقرۃ کا دورِ نزول اُوپر مذکور ہو چکا ہے جبکہ سورۃ المائدۃ ۶ ہجری کے آخر میں یا ۷ ہجری کے اوائل میں نازل ہوئی تھی جب اہل ایمان مکہ سے عمرہ کئے بغیر اس شرط پر مدینہ لوٹ گئے تھے کہ وہ اگلے سال آئیں گے، مگر اگلے سال وہ ابھی عازم سفر نہیں ہوئے تھے کہ یہ سورہ نازل ہو گئی۔

اس کے بعد اب ان احکام وہدایات کو ملاحظہ فرمائیے۔ جو پرویز صاحب کے نزدیک، دوسری منزل سے تعلق رکھتی ہیں وہ رقمطراز ہیں :

دوسری منزل

منزلِ اوّل میں ضرورت مندوں کی امداد کے لیے اپیل کی گئی تھی جس کے معنیٰ یہ تھے کہ وہ تم سے اپنے حق کے طور پر کچھ نہیں مانگتے، تم انہیں بطور امداد کچھ دو۔ لیکن اب کہا کہ تمہارے مال و دولت میں ضرورت مندوں کا حق ہے یعنی وہ اس میں سے اپنی ضروریات کے بقدر بطور استحقاق لے سکتے ہیں۔

قرآنِ کریم نے بڑے تہدید آمیز انداز میں کہا کہ دولت کا اکتناز یعنی اُسے جمع کر کے رکھنا ـــ سنگین ترین جرم ہے۔ اس سے جہنم کے شعلے بھڑکتے ہیں، جن میں یہ دولت اور اس کے جمع کرنے والے بڑی طرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلتے اور جھلستے ہیں۔ (۲۵/۹) (نظام ربوبیت ص۲۸۹)

اسی مرحلہ میں، بقول پرویز صاحب، ارضی ملکیت کی حد بندی کا آغاز ہوا۔ چنانچہ اس سلسلے میں وہ رقمطراز ہیں کہ:

"اسلامی نظام نے عملی قدم اٹھایا اور جو لوگ بے حدوحساب" زمین کے رقبوں کے مالک بن بیٹھے تھے ان کی ملکیت کی تحدید (حد بندی) کرنی شروع کر دی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے معیار یہی ہوگا کہ ایک شخص کے پاس اسی قدر رقبۂ اراضی رہے جس کی پیداوار اس کی اور اس کے اہل و عیال کی پرورش کیلیے کافی ہے۔ اس طرح اس نے زمین کے ذاتی ملکیت کے ختم کرنے کے عملی پروگرام کی ابتداء کر دی۔ سورۃ الرّعد میں ہے کہ داعی انقلاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس انقلاب کے لیے میں نے اپنی تمام عمر صرف کر دی ہے کیا اس کی تکمیل میری زندگی میں ہو جائے گی یا نہیں؟ اس کے جواب میں کہا گیا کہ — "تم اس کی فکر نہ کرو کہ اس کی تکمیل تمہاری زندگی میں ہو گی یا تمہاری وفات کے بعد۔ تم اس پیغام کو عام کرتے جاؤ یہ مکمل ہو کر رہے گا، خواہ تمہاری زندگی میں، خواہ اس کے بعد۔ تم دیکھتے نہیں کہ

"ہم کس طرح زمین کے رقبوں کو ان بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے سکڑتے اور سمیٹتے (کم کرتے) چلے جا رہے ہیں، یہ ہمارا فیصلہ ہے (کہ ان پر ان کی ملکیت ختم ہو گی) اور دنیا کی کوئی طاقت ہمارے فیصلوں کو لوٹا نہیں سکتی ہم بہت جلد حساب کرنے والے ہیں (۱۳/۴۱)

سورۃ الانبیاء میں کہا کہ

"انہیں اور ان کے آباء و اجداد کو زمین متاعِ حیات حاصل کرنے کے لیے ملی تھی۔ اس پر زمانہ گزر گیا تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اس پر قبضہ مخالفانہ جما لیا - اب ہم آہستہ آہستہ اسے ان کے ہاتھوں سے نکال رہے ہیں ہمارے اس پروگرام کی تکمیل ہو کر رہے گی یہ ہمیں مغلوب نہیں کر سکیں گے (۲۱/۴۴)

یوں اس دوسری منزل میں اس نظام کے عملاً قیام کی ابتداء کر دی۔ (نظام ربوبیت ص ۹۱-۲۹۰)

منزلِ ثانی کے احکام کا دورِ نزول

آیئے اب ہم یہ دیکھیں کہ اس مرحلہ منزل میں نفاذ پذیر ہونے والے احکام ہدایات کا زمانۂ نزول کیا تھا۔

۱۔ "اہلِ حاجت، اہلِ دولت سے اس مرحلہ میں جو کچھ لیتے ہیں وہ بطور امداد نہیں بلکہ بطور استحقاق لیتے ہیں" اس کا مأخذ سورۃ الذاریات اور سورۃ المعارج ہے یہ دونوں سورتیں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تقریباً آٹھ سال قبل نازل ہوئی تھیں۔ جب کہ اسلام کے نظامِ حیات کی دوسری منزل تو درکنار، سرے سے اسلامی نظام کی کامیابی کے امکانات ہی ناپید تھے۔ اس وقت داعیٔ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام کا مقابلہ تکذیب و جحود، کفر و انکار، استہزاء و استخفاف، طنز و طعن اور جھوٹے الزامات کی بوچھاڑوں کے ساتھ ہو رہا تھا مگر ابھی ظلم و ستم کی چکی چلنی شروع نہیں ہوئی تھی۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ اسلامی نظام کا نفاذ، دوسری منزل میں پہنچ گیا تھا۔ قطعی بے بنیاد بات ہے جسے واقعات کی دنیا سے کوئی علاقہ و سروکار نہیں ہے۔ یہ صرف پرویز صاحب کے اپنے ذہن کی خلاقی کا کرشمہ ہے۔

۲۔ "رہا اکتنازِ دولت کی مخالفت کا حکم" تو یہ پرویز صاحب کے حوالہ کے مطابق، سورۂ توبہ کے اس حصے میں شامل ہے جو ۹ ہجری کے لگ بھگ نازل ہوا

۳۔ "زمین" رقبۂ زمین کی تحدید سے متعلقہ پرویز صاحب کی پیش کردہ آیات تو یہ سورۃ الانبیاء اور سورۃ الرعد میں واقع ہیں اور یہ دونوں مکی سورتیں ہیں۔ سورۃ الرعد مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اسے مدنی سورت قرار دیا ہے مگر اس کا مضمون اور متن پکار پکار کر اس کے مکی ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ سورۃ الانبیاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا زمانہ نزول، آپؐ کے قیامِ مکہ کا دورِ متوسط ہے یعنی یہ دونوں سورتیں، جن کی آیات کو پرویز صاحب نے نظامِ اسلام کی دوسری منزل میں لا کر ٹانک دیا ہے، اس وقت نازل ہوئی تھیں جبکہ اسلامی حکومت کی ابھی بنیاد ہی نہیں پڑی تھی (تحدید اراضی کی ان دونوں آیات کا اصل مفہوم کیا ہے؟ اس پر بحث آگے آ رہی ہے۔)

تیسری منزل

اسلامی نظام کے نفاذ کے تیسرے مرحلے کے متعلق پرویز صاحب فرماتے ہیں:

"قرآن کریم نے وہ فیصلہ سنا دیا کہ جس سے یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے اور قطعی طور پر طے ہو گیا سورۃ البقرۃ میں ہے یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۔ "اے رسول، یہ لوگ تم سے کہتے ہیں کہ انہیں حتمی طور پر بتا دیا جائے کہ ان کی کمائی میں ان کا اپنا حق کس قدر اور دوسروں کا کس قدر ہے؟ کہا گیا قُلِ الْعَفْوَ (۲/۲۱۹) ان سے کہہ دو، اس میں تمہارا حق صرف اس قدر ہے جس سے تمہاری ضروریات پوری ہو جائیں، باقی سب کا سب دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہے۔"

(نظامِ ربوبیت صـ ۲۹۳)

اس کے بعد آگے چل کر پرویز صاحب نے لکھا ہے کہ ان احکام کی بنیاد پر جو بقول اُن کے زمین کی ذاتی ملکیت کے خلاف ہیں (۵۵/۱۰ اور ۴۱/۱۰) افراد کو زمین کی ملکیت سے قاطبۃً بے دخل کر دیا گیا۔ حالانکہ:

"مفکرِ قرآن" کا سفید جھوٹ

"مفکرِ قرآن" (غلام احمد پرویز) کا یہ ایسا قطعی واضح اور سفید جھوٹ ہے۔ جو سرے سے بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ کیونکہ عہدِ نبوی تو رہا ایک طرف، خلافتِ راشدہ تک میں اموال و اراضی کی شخصی ملکیت کا اصول رائج رہا۔ جیسا کہ درج ذیل واقعات سے واضح ہے۔

(۱) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں یہود کی زمین اُن سے لے لی اور اس کا نصف بیت المال میں رکھ لیا گیا تاکہ ضروریاتِ مملکت پوری کی جائیں۔ اور دوسرا نصف مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔ ملاحظہ ہو معارف القرآن (از غلام احمد پرویز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد ۴، صفحہ نمبر ۵۶۵)

(۲) خود خلیفۂ اوّل جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں کئی قطعاتِ اراضی تھے ۔۔۔ "جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی میری فلاں زمین بیچ کر وہ ساری رقم جو آج تک بیت المال سے وصول ہوئی ہے، واپس کردی جائے ۔ اُن کا خیال غالباً یہ تھا کہ جو رقم میں نے لی ہے اس کے مطابق امت کی خدمت نہیں کرسکا"۔۔۔ (تاریخ الامت از اسلم جیراج پوری ج ۲، ص ۴۷، اور شاہکار رسالت ص ۳۵۹)

(۳) عہدِ فاروقی میں صرف عراق کی زمینوں کا تقسیم نہ کیا جانا لیکن باقی ممالک کی اراضی و غنائم کا تقسیم کیا جانا بھی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ میں شخصی ملکیتِ مال و اراضی کا اصول قائم تھا ۔ ملاحظہ ہو (شاہکارِ رسالت ص ۲۷۹)

منزلِ ثالث کے احکام کا دورِ نزول

ان واقعات کے باوجود یہ کہنا کہ عہدِ نبوی میں افرادِ مملکت کو اموال و اراضی کی شخصی ملکیت سے بے دخل کر دیا گیا تھا، پرویز صاحب کا سفید جھوٹ ہے ۔

بہر حال اس تیسری منزل میں "مفکرِ قرآن" (غلام احمد پرویز) صاحب نے صرف دو ہدایاتِ قرآنیہ کو تکمیلِ کار کی بنیاد بنایا ہے ۔ ان ہدایات کے دورِ نزول کو ملاحظہ فرمایئے:

ا۔۔۔ " فاضلہ دولت کی انفرادی ملکیت کی نفی "۔۔۔ (۲/۲۱۹)، یہ ہدایت، سورۃ البقرۃ کے اس حصہ میں ہے جس کا دورِ نزول مدنی دور کا بالکل ابتدائی زمانہ ہے ۔

۲۔۔۔ زمین کی شخصی ملکیتوں کا خاتمہ "۔۔۔ (۵۵/۱۰، ۴۱/۱۰) یہ دونوں آیات حم السجدۃ اور سورۃ الرحمان میں ہیں ۔ حم السجدۃ تو مکی دور میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے بھی پہلے نازل ہوچکی تھی ، رہی سورۃ الرحمان ، تو وہ مکی دور کے بالکل ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھی ۔ اگرچہ بعض لوگوں کو اس کے مدنی ہونے کا شبہ ہوا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ نہ صرف یہ کہ مکی سورت ہے بلکہ مکہ کے بھی ابتدائی دور کی سورت ہے ۔ یہ محض ذہنِ پرویز کے تخیل کا کرشمہ ہے کہ جو آیات ، اُس دور میں نازل ہوئی تھیں ۔جب کہ اسلام کی کامیابی کے آثار بھی دُور دُور تک نظر نہیں آتے تھے ۔ انہیں نظامِ اسلامی کے نفاذ کے تیسرے مرحلے کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے ۔

اب ان تمام احکام و ہدایات کے دورِ نزول پر ایک نظر ڈال لیجئے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible]	حکم وہدایت جو نافذ ہوتی	قرآنی ماخذ	زمانۂ نزول	اشارات
پہلی منزل	(۱) دوسروں کا مال بالباطل نہ کھاؤ (۲/۱۸۸، ۴/۲۹)	سورۃ البقرۃ سورۃ النساء	۲ ہجری کچھ حصہ ۹ ہجری میں ۳ ہجری تا ۵ ہجری	زیر بحث حکم ۲ ہجری ہی میں اترا تھا۔
	(۲) علماء مشائخ ناجائز مال کھاتے ہیں	سورۃ توبہ (۹/۳۴)	۹ھ ہجری	یعنی جو حکم ابھی نازل بھی نہیں ہوا وہ پہلی منزل میں نافذ بھی ہوگیا۔ ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے
	(۳) یتیموں کے مال کی حفاظت کرو (۴/۶، ۶/۱۵۲، ۱۷/۳۴)	سورۃ النساء سورۃ الانعام سورۃ بنی اسرائیل	۳ ہجری تا ۵ ہجری قیام مکہ کا آخری دور " " "	
	(۴) عورت مرد اپنی کمائی کے آپ مالک ہیں	سورۃ البقرۃ ۲/۲۸۲	۲ھ ہجری اور بعض ۹ھ ہجری	حوالہ غلط دیا ہے صحیح حوالہ سورۃ النساء کا ہے جو شخصی ملکیت کو ثابت کرتی ہے۔
	(۵) تنگدست مقروض کا قرض معاف کرو۔	سورۃ البقرۃ (۲/۲۸۰)	یہ حکم ۹ ہجری میں اترا۔	گویا یہ اپنے نزول سے قبل ہی پہلی منزل میں نافذ ہوگیا یا پھر یہ کہئے کہ پہلی منزل کی مدت ۹ ہجری تک وسیع ہے۔
	(۶) ترکہ میں وصیت کرو ۲/۱۸۰، ۵/۱۰۶	سورۃ البقرۃ سورۃ المائدۃ	۲ ہجری اور بعض ۹ ہجری آخر ۶ھ یا اوائل ۷ھ	کیا پہلی منزل ۶ ہجری یا ۹ ہجری تک ممتد ہے؟ کاش پرویز صاحب یہ بھی واضح کر دیتے۔
دوسری منزل	۱) اغنیاء کے اموال میں اہل حاجت کا حق۔ (۵۱/۱۹، ۷۰/۲۴،۲۵)	الذاریات المعارج	سات آٹھ سال قبل ہجرت	گویا اللہ تعالیٰ نے وقت نفاذ سے سالہا سال قبل بے وقت نازل کئے جانے والے اس حکم کو برسوں گوشۂ خمول میں رکھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منزل	حکم وہدایت جو نافذ ہوئی	قرآنی ماخذ	زمانہ نزول	اشارات
دوسری منزل	(۲) اکتنازِ مال کی ممانعت کا حکم	سورۂ توبہ ۹/۳۴	۹ ہجری	یا تو یہ کہئے کہ دوسری منزل کا دور ۹ ہجری تک رہا یا پھر یہ مانئے کہ اس حکم کو نزول سے قبل ہی نافذ کر دیا گیا۔
	(۳) ارضی ملکیتوں کی تحدید	سورۃ الرعد ۱۳/۴۱ سورۃ الانبیاء ۲۱/۴۴	۱½ یا ۲ سال قبل از ہجرت " "	مکہ میں اترنے والے یہ حکم ڈیڑھ دو سال قبل از ہجرت نازل ہوئے اور برسوں گوشۂ خمول میں پڑے رہنے کے بعد نازل ہوئے کیونکہ اللہ انہیں بے وقت نازل کر چکا تھا۔
تیسری منزل	(۱) فاضلہ دولت کی ملکیت کی نفی	سورۃ البقرۃ ۲/۲۱۹	۲ھ اور بعض ۹ھ یہ حکم اول یا ثانی دور میں اترا	گویا یہ حکم بے وقت نازل ہوا اور آخری منزل تک بیکار پڑا رہا۔
	(۲) ارضی ملکیت کی نفی کا عمل اختتام کو پہنچا	سورۃ الرعد ۱۳/۴۱، سورۃ الانبیاء ۲۱/۴۴	ہجرت سے ڈیڑھ دو سال قبل	گویا حکیم وعلیم خدا نے یہ حکم اس وقت نازل کیا جب اہلِ ایمان محرومِ اقتدار تھے اسی طرح تقریباً ۱۰ سال تک یہ حکم تعطل کا شکار رہا یا گوشۂ خمول میں پڑا رہا۔

پرویز صاحب کی ان طبع زاد منازل میں اساسِ نفاذ بننے والے احکام وہدایات کے زمانۂ نزول پر ایک اچٹتی سی نظر بھی اس امر کو واشگاف کر دیتی ہے کہ:

(۱) — تینوں منازل میں بعض ایسے احکام بھی اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ کی اساس بنائے گئے ہیں جو مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئے تھے جبکہ مدینہ میں اسلامی حکومت کی ابھی داغ بیل ہی نہیں پڑی تھی۔ مثلاً یتیموں کے مال کی حفاظت سے متعلقہ احکام جو سورۃ الانعام اور سورۂ بنی اسرائیل میں موجود ہیں۔ اگر یہ احکام واقعتاً اپنے نفاذ کے لیے ریاست کی قوتِ قاہرہ کے محتاج ہیں تو پھر ریاست کے وجود کی بنا پڑنے سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالہا سال قبل، ان کا نازل کر دیا جانا ایک ایسی خلافِ حکمت بات ہے جس کے صدور کی توقع خالقِ حکمت سے نہیں کی جا سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اموالِ یتامیٰ کے سلسلہ کی ان ہدایات کی تعمیل وجودِ ریاست کے بغیر بھی ممکن ہے، خدا و رسول اور آخرت پر ایمان ہی ــــ بشرطیکہ یہ ایمان قلب و دماغ میں خوب راسخ ہو چکا ہو ــــ اُن کے نفاذ کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مکہ ہی میں نازل فرما دیا اور اسلامی ریاست کے وجود پذیر ہونے کا انتظار نہ کیا۔ کیونکہ یہ ہدایات و احکام محض ان اخلاقی بنیادوں پر ہی نافذ ہو جاتے ہیں جو اسلام کے اعتقادات اور ایمانیات فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے پرویز صاحب کا مکی دور کے ان احکام کو کھینچ تان کر مدینہ میں نفاذِ اسلام کی پہلی یا دوسری منزل سے وابستہ کر ڈالنا نہ صرف یہ کہ ایک بے جا تکلف ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خدا کی حکمتِ کاملہ پر عدمِ اعتماد کا اظہار بھی ہے۔ جس نے یہ احکام "قبل از وقت" بلکہ "بے وقت" نازل کر دیئے۔

۲ــــ بعض ایسے احکام کو منزلِ اوّل یا منزلِ دوم میں نافذ شدہ قرار دیا گیا ہے جو ابھی نازل ہی نہیں ہوئے تھے مثلاً سورۂ توبہ کے احکام جو ۹ھ سے قبل نازل ہی نہیں ہوتے تھے کیا اُن کا نفاذ، نزول سے بھی پہلے ہو گیا تھا۔ علماء و مشائخ چونکہ لوگوں کا مال ناجائز کھاتے ہیں لہٰذا ان کو کچھ نہ دو [اور ذرا یہ سوچئے کہ یہ حکم (اگر واقعی یہ حکم بھی ہے) اپنے نفاذ کے لیے ریاست ہی کا محتاج ہے؟] اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ (۳۸/۵)

۳ــــ کچھ ایسی آیات کو بھی نفاذِ اسلام کی اساس بنایا گیا ہے جو اگرچہ حکم کا کوئی پہلو نہیں رکھتیں۔ مگر پرویز صاحب نے اپنے مدعائے مطلوب کی دھن میں ان میں بھی حکم بلکہ قانون اور آئین کا پہلو پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً سورۃ الرعد اور سورۃ الانبیاء کی وہ آیات جن سے ارضی ملکیتوں کی تحدید کا قانون نچوڑا گیا ہے۔ پھر یہ دونوں آیات بھی مکہ ہی میں نازل ہوئی تھیں۔ اور جب تک پرویز صاحب کے دعوے کے مطابق نفاذ کی دوسری یا تیسری منزل نہیں آئی اس وقت تک یہ بیکارِ محض بن کر گوشۂ خمول میں پڑی رہیں۔ کیا یہی حکمتِ تدریجِ نفاذ ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری یہ بحث اس امر کو واضح کردیتی ہے کہ "نظامِ ربوبیت" کے پیرہن میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ فی الواقعہ مارکسیت ہی کا پیکر ابلیس ہے۔

یزداں کے تصور میں تراشا تھا جو پتھر
اس میں سے بھی ابلیس کا پیکر نکل آیا

اس پیکرِ ابلیس کو مشرف بالاسلام کرڈالنے کے لیے "مفکرِ قرآن" پرویز صاحب نے قرآن کے نام پر قرآنی آیات کو جس بری طرح تختۂ مشق بنایا ہے پاکستان میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس مقصد کے لیے "استدلالاً" یا "استشہاداً" پیش کی جانے والی آیات کے زمانۂ نزول کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔ اور الفاظِ قرآن کو اصل سیاق و سباق سے اکھاڑ کر فی مطائل کشتی لڑتے ہوئے مفرداتِ قرآن کے گلے میں من مانے معانی مڑھے گئے۔ "نظامِ ربوبیت" (جسے دراصل مارکسیت ہی کا "اسلامی" ایڈیشن قرار دیا گیا ہے) کے نفاذ کی ایک خود ساختہ ذہنی ترتیب قائم کی گئی۔ اور پھر اس ترتیب کے مطابق قرآن مجید کے متفرق مقامات سے مختلف قطعاتِ آیات کو جوڑ کر "نظامِ ربوبیت" کی سہ منزلہ عمارت ایستادہ کرڈالی گئی۔ اس ساری کارروائی کے دوران اس بات کا شدت سے التزام برتا گیا کہ جہاں کوئی بات کھینچ تان کے ذریعے بھی نہ بن پائے وہاں مفہومِ آیات کی کتربیونت سے کام لیا جائے۔ اس غرض کے لیے اگر قواعدِ زبان کی مخالفت واقع ہوجائے یا محاورۂ عرب کا خون ہوجائے، تو "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) کی بلا سے۔ انہیں صرف اس بات سے غرض تھی کہ "اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ" کے الفاظ سے ان کا "نظامِ ربوبیت" اور "اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا" کے الفاظ سے "تحدیدِ ملکیتِ ارضی" کا قانون کشید کرڈالا جائے[1]

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

یہ سب کچھ کرتے ہوئے "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے تین باتوں کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا:

اوّلاً ـــــ یہ کہ کسی مقام پر بھی قرآنی آیات و سُوَر کا زمانۂ نزول نہ درج

---

[1] (۱۳/۴۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پائے۔ کیونکہ اس سے ان کے خود ساختہ منازل کے پرکھے جانے کے لیے ایک کسوٹی بہم پہنچ جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا التزاماً ذکر ہی نہ کیا گیا کہ "نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری"

ثانیاً ___ یہ کہ کسی مقام پر بھی ان مراحل ثلاثہ میں سے کسی مرحلے یا منزل کا سن آغاز اور سالِ اختتام کا ذکر نہ آنے پائے ہر جگہ ان ہر سہ منازل کو اُن کے دورِ وقوع کے اعتبار سے مبہم رکھا جائے تاکہ اگر کہیں ایسا ہو کہ نفاذ کے ان مراحل ثلاثہ کے بعد کا کوئی واقعہ، پرویز صاحب کی تردید میں پیش کیا جائے تو "منکر قرآن" (پرویز صاحب) کے پاس، یہ کہنے کے لیے "جملہ حقوق محفوظ" ہو کہ ___ "یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب ہنوز، قرآنی نظام اپنی مکمل شکل میں قائم نہیں ہوا تھا"۔ لیکن کسی مقام پر پرویز صاحب نے بھولے سے بھی ہمیں یہ نہیں بتایا کہ "قرانی نظام، اپنی مکمل شکل میں کس سن و سال میں قائم ہوا تھا۔" کیونکہ وہ جس سال کو مکمل نفاذ و قیام کا سال قرار دیتے اس سال کے بعد کے بہت سے واقعات ایسے پیش کئے جا سکتے تھے جو ایک طرف تو اُن کے موقف کے بطلان پر شاہد عدل ٹھہرتے اور دوسری طرف یہ بھی ثابت کر دیتے کہ نہ صرف دورِ نبوی میں بلکہ خلافتِ راشدہ تک میں مال و دولت اور وسائلِ پیداوار زمین کی شخصی ملکیت کا اصول برقرار رہا ہے اور اس "نظام ربوبیت" کا خوردبین لگا کر دیکھنے سے بھی ہمیں کوئی سراغ نہیں ملتا، جسے پرویز صاحب نے اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ اور قُلِ الْعَفْوَ کے قرآنی الفاظ سے نچوڑا ہے۔ میں ایسے متعدد واقعات سابقہ اقساط میں پیش کر چکا ہوں۔

ثالثاً ___ یہ کہ قرآنِ کریم کا مطیع فرمان بننے کے لیے نہیں بلکہ قرآنِ حکیم کو اپنا مطیع فرمان بنانے کے لیے آیاتِ قرآنیہ کو ایسے معانی پہنائے جائیں کہ بقولِ علامہ اقبالؒ خدا و جبریلؑ و مصطفےٰؐ ورطۂ حیرت میں ڈوب جائیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر موضوع کی مناسبت سے، میں صرف دو آیات کو پیش کرتا ہوں جنہیں "منکر قرآن" (پرویز صاحب) نے مسخ و تحریف کا نشانہ بنایا ہے، یہ دونوں آیات مع ترجمہ پیشِ خدمت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرویز صاحب کا تحریفی کرشمہ

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○ (۱۳/۴۱)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کی (چاروں) طرفوں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ ہی فیصلہ کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا، وہ حساب لینے میں بہت شتاب ہے۔

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ (۲۱/۴۴)

کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ ہم زمین کو (چاروں) سمتوں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں، پھر کیا یہ لوگ غالب آجائیں گے؟

ان آیات کا یہ سیدھا سادا ترجمہ ہے جو آپ کسی بھی مترجم قرآن سے دیکھ سکتے ہیں۔ اِن آیات سے وسائلِ پیداوار اور ارضی ملکیتوں کی حد بندی کا قانون کشید کرنے کے لیے "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے الفاظِ وحی سے جس طرح عقلی کشتی اور ذہنی دنگل لڑا ہے اور ان کے عام فہم مفہوم سے جان چھڑاتے ہوئے ان سے مطلوبہ معانی برآمد کرنے کے لیے، جس طرح دُور کی کوڑی لانے میں، موصوف نے اپنی "ذہانت اور مہارت" صرف کی ہے، وہ اس سلوک کو واضح کر دیتی ہے جو "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) عمر بھر خدا کی کتاب سے کرتے رہے ہیں۔ "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) کے نزدیک ان آیات کا مفہوم یہ ہے۔

"کیا انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ ہم کس طرح زمین (وسائلِ پیداوار) کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر، ان کے مقبوضات کو کم کرتے چلے جاتے ہیں (۴۴/۲۱)...... یہ خدا کا فیصلہ ہے اور خدا جو فیصلے کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان فیصلوں کو ٹال سکے یا رد کر سکے، وہ محاسبہ کرنے میں بڑا تیز ہے (۱۳/۴۱)

یہ سورۃ الرعد کی آیت ۴۱ کا مفہوم ہے اب سورۃ الانبیاء کی آیت ۴۴ کا درج مفہوم ملاحظہ فرمائیے جو "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے پیش کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کیا یہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ ہم معاشی ذرائع (زمین) کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر، ان کی مقبوضات کو کس طرح کم کرتے چلے جا رہے ہیں (۱۳/۴۱)، کیا اس کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بالادست رہیں گے اور ہمارا نظام ان پر غالب نہیں آسکے گا؟" (۲۱/۴۴)

مفہوم القرآن ص ۵۶۳، ص ۷۳۶

چھوڑیئے اس بات کو، کہ قواعدِ زبان کی رو سے یہ مفہوم ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اسے بھی نظر انداز کیجیئے کہ اَطْرَافِهَا کا معنیٰ لغاتِ عربیہ کی روشنی میں "بڑے بڑے سردار" لیا بھی جا سکتا ہے یا نہیں؟ اسے بھی جانے دیجیئے کہ ان بڑے بڑے سرداروں" سے مراد اُس زمانے کے "مسلمان جاگیردار اور اہلِ اسلام زمیندار" کیسے ہو گئے کیونکہ نفی ملکیت کا یہ قانون تو اہلِ ایمان ہی پر نافذ ہو سکتا تھا نہ کہ سردارانِ کفار پر؟ فی الحال تو آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ جب کوئی شخص خارج از قرآن افکار و نظریات پر پختگی ایمان لے آتا ہے تو اُسے قرآن کے الفاظ میں اپنا مفہوم داخل کرنے کے لئے کس طرح اکھاڑ پچھاڑ، تبدیل و تغییر، مسخ و تحریف اور کتر بیونت سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے اپنے مدعا کے اثبات کے جوش میں اتنا بھی ہوش نہیں رہتا کہ وہ یہ دیکھے کہ اس سے قبل وہ خود ان آیات و الفاظ کا کیا مفہوم پیش کرتا رہا ہے۔ مقلدینِ پرویز سے معذرت خواہ ہوتے ہوئے بھی، میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ زندگی بھر اسی کیفیت سے دوچار رہے ہیں اور قرآنی آیات کو اسی طرح اپنی سخن سازیوں کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔

سورۃ الرعد اور سورۃ الانبیاء کی زیرِ بحث آیات کا ایک مفہوم وہ ہے جو بقول پرویز صاحب ارضی ملکیت کی تحدید کے قانون کا مصدر و ماخذ ہے۔ لیکن یہ ایک غلط اور وضعی مفہوم ہے جسے پرویز صاحب نے منسوب الی القرآن کر دیا ہے۔ اس کا حقیقی مفہوم وہی ہے جو دورِ نزولِ قرآن سے لے کر اب تک ہر دور کے علماء کرتے رہے ہیں۔ ہم اگر ان علماء کے بیان کردہ مفاہیم کے اقتباسات پیش کریں تو وابستگانِ ادارہ طلوعِ اسلام انہیں اس لیے درخورِ اعتناء نہ سمجھیں گے کہ علماءِ امت کا یہ مفہومِ آیات تو دراصل اس سازش کا نتیجہ ہے جس کے تحت قرآن کے عربی الفاظ میں عجمی مفہوم داخل کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ہم خود کو مجبور پارہے ہیں کہ ان ہر دو آیات کا صحیح اور حقیقی مفہوم پیش کرنے کے لیے امتِ مسلمہ کے کسی سکالر کے اقتباس کی بجائے خود پرویز صاحب ہی کے دو اقتباسات پیش کر دیئے جائیں۔

ع شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

پرویز صاحب نے ایک مقام پر آیت (۱۳/۴۱) کا یہ مفہوم پیش کیا ہے:

"پھر کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم اس سرزمین کا قصد کر رہے ہیں اسے اطراف سے گھٹا کر (ظالموں پر اس کی وسعت تنگ کر) رہے ہیں۔ وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے اور حساب لینے والوں میں اس سے جلد حساب لینے والا کوئی نہیں ہے" (۱۳/۴۱)

معارف القرآن ج ۱ صـ ۴۷۴

ایک دوسرے مقام پر آیت (۲۱/۴۴) کا مفہوم، بایں الفاظ پیش کیا گیا ہے۔

"اصل یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو (فوائدِ زندگی سے بہرہ ور ہونے کے مواقع دیئے۔ یہاں تک کہ (خوشحالیوں کی سرشاریوں میں) ان کی بڑی بڑی عمریں گزر گئیں (اور اب غفلت ان کی رگ رگ میں رچ گئی ہے۔) مگر کیا یہ لوگ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے ان پر تنگ کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں؟ پھر کیا وہ اس مقابلہ میں غالب آرہے ہیں؟" (۲۱/۴۴)

(معارف القرآن ج ۳ صـ ۶۶۲)

اب غور فرمایئے کہ قرآنی آیات تو چودہ سو سال سے وہی ہیں لیکن "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے مختلف اوقات میں ان کے متفرق مفاہیم بیان کئے ہیں، ایک وہ وقت تھا کہ ان کا قلب و دماغ اس نام نہاد نظامِ ربوبیت کے بوجھ تلے دبا ہوا نہیں تھا تو وہ ان آیات کا کچھ اور مفہوم پیش کرتے تھے۔ اور آج جب کہ مارکسزم ان کے قلب و دماغ پر چھا چکا ہے تو ان آیات سے ایک اور ہی طرح کا مطلب برآمد کیا گیا ہے، اس طرح "مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے عمر بھر قرآنِ مجید کو اَلعَیَاذُ بِاللّٰہِ مداری کی ایسی پٹاری بنائے رکھا کہ جس سے جب اور جیسا مفہوم چاہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برآمد کرلیا۔

بِنَاءُ فَاسِدٌ عَلَى الْفَاسِدِ

یہاں ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے آیت ۴۱ر۱۳ اور آیت ۴۴ر۲۱، میں اولاً تو اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا ط کے الفاظ کا قطعی غلط مفہوم پیش کیا گیا ہے اور ثانیاً اس غلط مفہوم سے بھی غلط استنتاج کیا گیا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:

"مفکرِ قرآن" (پرویز صاحب) نے زمین کی ملکیت کی تحدید کے پروگرام کی ابتداء اور آغاز کی اساس ان ہی آیات پر رکھی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

> قرآن کریم کی ان تصریحات کی روشنی میں اسلامی نظام نے عملی قدم اٹھایا اور جو لوگ "بے حد و حساب" زمین کے رقبوں کے مالک بنے بیٹھے تھے ان کی ملکیت کی تحدید کرنی شروع کی۔" (نظامِ ربوبیت صفحہ ۲۹)

لیکن آیات کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تحدیدِ ملکیت کا عمل ان آیات سے قبل ہی شروع ہو چکا تھا۔ اسی لیے تو انہیں اَوَلَمْ یَرَوْا اور اَفَلَا یَرَوْنَ کے الفاظ میں دیکھنے کا ذکر کیا گیا ہے کہ "کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہم کس طرح یہ کام کرتے چلے آ رہے ہیں" گویا اس کام کی ابتداء پہلے سے ہو چکی ہے اور اب انہیں دیکھنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اس طرح پرویز صاحب نے پہلے تو آیت کا ترجمہ و مفہوم باطل پیش کیا اور پھر اس باطل مفہوم سے استدلال و استنتاج بھی غلط کیا اسے کہتے ہیں بِنَاءُ فَاسِدٌ عَلَى الْفَاسِدِ۔

قارئین کرام کو عید مبارک

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ
وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

من جانب:
(ادارہ محدث، لاہور)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ